تذکرۂ محمود

حضرت اقدس مولانا مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی قدس سرہ العزیز مفتی اعظم ہند

به قلم

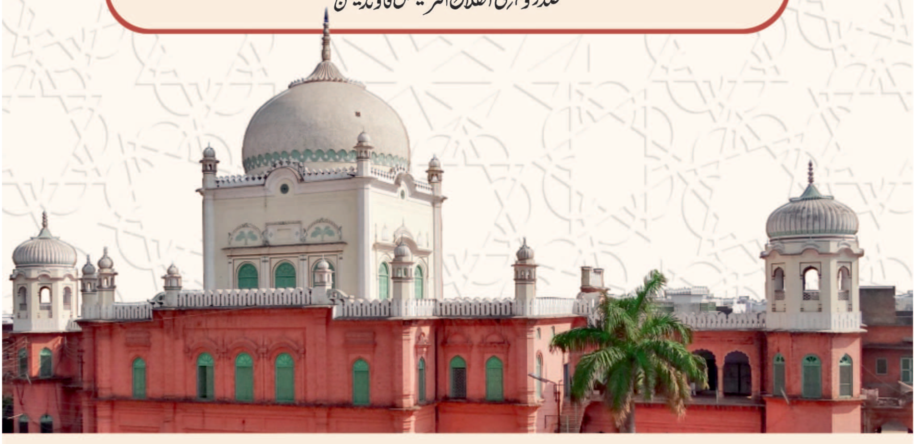
حضرت اقدس مولانا مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم

شیخ الحدیث و سابق صدر مفتی جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین، ڈابھیل

عنوانات و حواشی

مفتی ندیم احمد حفظہ اللہ

صدر و مفتی الفلاح انٹرنیشنل فاؤنڈیشن



الفلاح انٹرنیشنل فاؤنڈیشن

www.afif.in

Al Falah International Foundation

تفصیلات

کتاب: تذکرۂ محمود (حضرت اقدس مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی نور اللہ مرقدہ)
رشحاتِ قلم: حضرت اقدس مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم
عناوین و حواشی: مفتی ندیم احمد حفظہ اللہ
ناشر: الفلاح انٹرنیشنل فاؤنڈیشن
اشاعت: اگست ۲۰۲۴ء
ویب سائٹ: www.afif.in

سیدی و مرشدی حضرت خانپوری دامت برکاتہم نے یہ تحریر انجمن خدام القرآن، وانمباڑی کے ترجمان 'الرباط' کے لیے لکھی تھی، بعد میں ندائے شاہی، مراد آباد، جنوری ۱۹۹۷ء میں بھی طبع ہوئی اور اس کے علاوہ بھی شایع ہوتی رہی، لیکن ان میں کتابت کی بعض اغلاط تھیں۔ ہم نے حضرت کی اصل تحریر سامنے رکھ کر کمپیوٹر کتابت کروائی، ذیلی عنوانات قایم کیے اور حسبِ ضرورت حواشی کا اضافہ کیا اور اب حضرت دامت برکاتہم کی نظرِ ثانی کے بعد اسے شایع کر رہے ہیں۔

العبد ندیم احمد عفی عنہ (الفلاح انٹرنیشنل فاؤنڈیشن)

بہارِ آخر شُد

باسمہ تعالیٰ

عنایت فرمایم محترم ومکرم مولانا سبیل احمد صاحب زیدت مکارمکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا عنایت نامہ ملا۔ آپ مرشدنا حضرت اقدس فقیہ الامت مولانا مفتی محمود حسن صاحب نور اللہ مرقدہ اعلی اللہ مراتبہ پر اپنے مدرسے کے علمی ترجمان 'الرباط' کا خصوصی نمبر شایع فرمارہے ہیں یہ معلوم ہوکر مسرت ہوئی۔

﴿حضرت فقیہ الامتؒ کی خدمت میں﴾

احقر نے دارالعلوم اشرفیہ راندیر سے فراغت کے بعد مرکزِ علمی دارالعلوم دیوبند میں داخلے کے ارادے سے سفر کیا اور شوال ۱۳۸۶ھ میں تکمیلِ فنون میں داخلہ لیا۔ وہ زمانہ حضرت مولانا مفتی سید مہدی حسن صاحبؒ کے قیامِ دارالعلوم کا آخری دور تھا۔ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۵ھ میں حضرت فقیہ الامتؒ دارالعلوم میں تشریف لا چکے تھے[۱]، لیکن اس وقت تک ان سے کوئی شناسائی نہیں تھی۔ ہم وطن

[۱] حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب نور اللہ مرقدہ کی ذاتی فکر ولگن، مجلسِ شوریٰ دارالعلوم دیوبند کے اجتماعی فیصلے اور دیگر حضرات کی جدوجہد، اہتمام اور پھر سب سے آخر میں حضرت اقدس مخدوم العالَم شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب نور اللہ مرقدہ کے ارشاد بلکہ حکم پر جمعرات 26 جمادی الاولیٰ 1385ھ مطابق 23 ستمبر 1965ء میں آپ کی تشریف آوری دارالعلوم دیوبند میں ہوئی تھی۔ [حیاتِ محمود:348]

رفقا کے ساتھ کبھی کبھار حضرت کی قیام گاہ 'احاطۂ مسجد' میں حاضری کی نوبت آ جاتی تھی، البتہ دوسرے سال جب دار الافتا میں داخلے کی درخواست دی اس وقت حضرت نے خصوصی عنایت فرماتے ہوئے اپنی خدمت (کھانا لانا، مہمانوں کی خدمت، کمرے کی صفائی وغیرہ) کے لیے قبول فرمالیا اور اس طرح حضرتؒ کا قرب نصیب ہوا۔

﴿حضرت شیخ الحدیثؒ سے بیعت﴾

اُن ایام میں حضرتؒ کے اسفار میں بھی خدمت و معیت کی سعادت حاصل ہوتی رہی۔ ہر ہفتے جب حضرتؒ سہارنپور حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ کے ہاں تشریف لے جاتے تو ایک جمعے کے ناغے سے میں بھی جاتا تھا اور حضرت نے ہی مجھے ایک دن حضرت شیخؒ سے عرض کر کے بیعت کرا دیا اور چند ہی دن بعد ذکر بھی شروع کروایا تھا۔ مجھے آٹھ یوم کے لیے سہارنپور حضرت شیخؒ کے ہاں قیام کے لیے فرمایا۔ رمضان المبارک بھی حضرتؒ کے یہاں ہی گزارا۔

﴿حضرت فقیہ الامتؒ کا تصرّف﴾

زمانۂ طالبِ علمی میں حضرت کے ساتھ کلکتے کا سفر ہوا۔ ایک دن وہاں کے حضرات نے مجھ سے اصرار کیا کہ آج آپ کو ہاوڑہ کا پُل دکھلانے لے چلتے ہیں۔ میں نے کہا: حضرت سے اجازت لیے بغیر نہ جاؤں گا۔ چناں چہ جب

حضرت سے اس کا تذکرہ کیا اور اجازت کا خواہاں ہوا تو حضرت نے خاص ظرافت کے ساتھ فرمایا کہ

'ہاں دیکھ لو! کل قیامت کے دن سوال ہوگا کہ ہاوڑہ کا پل دیکھا تھا تو کیا جواب دو گے؟'

اگرچہ یہ بات حضرت نے بہ طور ظرافت فرمائی تھی اور اجازت بھی دے دی (تھی)، لیکن مجھ پر عجیب سناٹا سا چھا گیا اور میں پل دیکھنے نہ گیا۔ اور اس کے بعد تو ایسا معلوم ہوا کہ کہیں کا بھی سفر ہو، کسی بھی جگہ یا چیز کے دیکھنے کی دل میں طلب یا خواہش نہیں ہوتی، گویا یہ حضرت کا ایک تصرف تھا۔

ایک لطیفہ

اسی سفر میں ایک روز حاجی جمیل صاحب زید مجدہ کے دولت کدے پر کھاتے وقت دسترخوان پر ایک سالن 'جھینگا' بھی تھا، کسی نے حضرت سے پوچھ لیا کہ حضرت آپ یہ نہیں کھاتے؟ تو حضرت نے فرمایا: نہ ایں کار می کنم نہ انکار می کنم (یعنی میں نہیں کھاتا اور کھانے والے کو روکتا بھی نہیں ہوں) اور اس پر یہ لطیفہ بھی سنایا کہ ایک مرتبہ ڈابھیل میں مولانا مفتی اسماعیل بسم اللہ صاحبؒ[۱] ان کے گھر کھانے کے لیے بیٹھے ہوئے تھے، دسترخوان پر جھینگے بھی

[۱] مفتی اسماعیل بسم اللہ رحمۃ اللہ علیہ، سابق مفتی جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین، ڈابھیل، صاحبِ فتاویٰ بسم اللہ۔ ندیم

تھے، مفتی بسم اللہ صاحب نے فرمایا کہ 'حضرت تھانویؒ نے اس کو جائز بتلایا ہے'۔ حضرت فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ حضرت تھانویؒ نے کانگریس کی شرکت کو ناجائز بتلایا (ہے)، یہ اس لیے کہا تھا کہ مفتی بسم اللہ صاحبؒ جمعیتی اور کانگریسی تھے۔

﴿ڈابھیل کو پسند کیا﴾

رمضان المبارک میں حضرتؒ کے پاس تین جگہوں سے مطالبہ آیا کہ تدریس کے لیے آدمی کی ضرورت ہے؛ گنگوہ، کانپور اور ڈابھیل۔ حضرتؒ نے فرمایا: ان میں سے جہاں چاہو بھیج دوں! میں نے ڈابھیل کو پسند کیا اور رمضان المبارک کے بعد احقر ڈابھیل جامعہ سے منسلک ہو گیا۔

﴿حضرت فقیہ الامتؒ کی چودہ نصیحتیں﴾

جس وقت حضرتؒ سے جدا ہو رہا تھا عجیب کیفیت تھی۔ جدائی کے لیے دل آمادہ نہ تھا، روتے روتے رخصت ہوا۔ دعائیں دیں، نصائح فرمائیں۔ اس وقت حضرت نے تدریس کے سلسلے میں جو نصائح فرمائی تھیں وہ احقر نے اسی وقت ایک پرچے پر نوٹ کر لی تھیں۔ وہ پرچہ اب تک احقر کے پاس محفوظ ہے۔ آپ کا خط آنے پر تلاش کرنے سے مل گیا۔ اس میں سے وہ تمام نصائح یہاں نقل کر رہا ہوں:

(۱) عہدہ اور منصب مت طلب کرنا کہ مجھے فلاں کتاب پڑھانے دی جائے یا فلاں منصب حوالے کیا جائے۔

(۲) پیسے مت مانگنا کہ میری تنخواہ اتنی کر دو یا اس میں اتنا اضافہ کر دیا جائے۔

(۳) اگر کوئی کہے کہ یہ لایق نہیں تو دل سے اس کا اقرار کرنا اور کہنا کہ ہاں بھئی میں تو بالکل لایق نہیں مگر مدرسے والوں نے بٹھا دیا ہے، اللہ تعالیٰ مجھے اس کی لیاقت دے اور کتابوں کا حق مجھ سے کسی طرح ادا کرائے۔

(۴) کوئی طالبِ علم سوال کرے تو شفقت سے اس کا جواب دینا، اگر چہ برائے طعن سوال کرتا ہو۔

(۵) کسی جگہ کتاب سمجھ میں نہ آئے تو دو رکعت صلوٰۃ الحاجۃ پڑھ کر دعا مانگنا اور مصنفِ کتاب کو ایصالِ ثواب کرنا، بہ شرطے کہ وہ مسلمان ہو۔

(٦) دوسرے (مدرِس) کی کتاب میں کسی طالبِ علم کو بتلانے میں احتیاط کرنا۔

(۷) طلبا سے خدمت نہ لینا۔ حضرت حکیم الامت تھانویؒ فرماتے تھے کہ 'میں اپنے کسی مرید، شاگرد سے خدمت لینا حرام سمجھتا ہوں'۔

(۸) طلبا سے اختلاط نہیں چاہیے، اس لیے کہ اس میں مختلف اغراض سے آنے والے ہوتے ہیں۔

(۹) طلبا کا احسان مانو کہ انھوں نے اپنے قلوب کی زمین آپ کے علم کی تخم ریزی کے لیے ہم وار کی، ورنہ آپ کا علم یوں ہی رہتا، اپنا ان پر کوئی احسان نہ سمجھیں۔

(۱۰) طلبہ مختلف اغراض سے اشکالات کرتے ہیں، کوئی اپنے آپ کو نمایاں کرنے کے لیے، کوئی استاذ کو پریشان کرنے کے لیے، وغیرہ وغیرہ، مگر سب کا جواب علی اسلوبِ الحکیم دینا، مناظرانہ انداز میں نہیں۔

(۱۱) روزانہ متعلقہ درسی کتاب کے مصنف کو تین مرتبہ قل ہو اللہ احد پڑھ کر ایصالِ ثواب کرتے رہنا، بہ شرطے کہ وہ مسلمان ہو۔

(۱۲) اگر کوئی بات سبق میں غلط کہہ دی جائے تو اس سے رجوع کرنے میں تامل نہ کرنا۔

(۱۳) مطالعے کے بغیر کبھی کوئی کتاب نہ پڑھانا۔

(۱۴) اسباق کی مشغولیت کی وجہ سے ذکر و تلاوت وتسبیحات وغیرہ معمولات کو ترک نہ کرنا۔

بہ حمد اللہ تعالیٰ احقر نے ان نصائح پر عمل کا اہتمام حتی المقدور کیا، طلبہ سے خدمت لینے کے معاملے میں بھی شروع شروع میں جب یہاں آیا -دو تین سال- خوب احتیاط برتی، لیکن بعد میں جا کر اس میں کوتاہی ہوئی، جس میں روز بہ روز اضافہ ہوتا رہا۔

﴿ڈابھیل تقرر کے بعد پہلا عریضہ﴾

یہاں ڈابھیل پہنچ کر حضرتؒ کو درسی ذمّے داریوں سے واقف کیا، اس کے جواب میں جو گرامی نامہ ملا وہ حسبِ ذیل ہے:

محترمی زید احترامہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا پہلا خط اور دوسرا خط ہر دو ایک ساتھ پہنچے۔ خدائے پاک نے آپ کو خدمتِ دین کا موقع عنایت فرمایا، اس کا بڑا احسان ہے، ورنہ آپ سے زیادہ قابلیت والے بڑی تعداد میں بے کار پڑے ہیں۔ اس احسان کا شکریہ اس طرح ادا کریں کہ آپ اپنے کو بالکل نا قابل تصور کر کے ہر خدمت کو استحقاق سے بالا سمجھیں اور خوب محنت و مطالعہ کر کے کام کو انجام دیں۔ اوقاتِ مدرسہ ہی کا ملازم سمجھ کر بغیر اوقات میں اپنے کو آزاد نہ سمجھیں۔

دوسرے خط میں 'مراح الارواح' کی شرح کا مطالبہ ہے، وہ مولانا ابوالقاسم صاحب[۱] کی ہے، ان کی طرف سے آپ کی

[۱] حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم نعمانی مدظلہ، موجودہ مہتمم وشیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند مراد ہیں۔ ندیم

خدمت میں ہدیہ ہے۔ مولوی محمد صاحب بھروچی کے ذریعے
ان شاء اللہ تعالیٰ آپ کی خدمت میں پہنچے گی۔ مولوی
ابوالقاسم، مولوی ہدایت اللہ صاحب، مولوی شریف صاحب،
مولوی عبداللہ صاحب کی طرف سے، نیز اربابِ افتا کی طرف
سے سلام مسنون۔

وہاں آپ جس جس کو مناسب سمجھیں سلام کہہ دیں۔

آج یہاں بارش ہورہی ہے۔ سردی شدید ہے۔ دارالافتا کے
طلبہ کا انتخاب ابھی تک نہیں ہوا، ممکن ہے کہ آج ہوجائے۔

قاری اخلاق صاحب کل سفر سے واپس تشریف لے آئے
ہیں۔ بقیہ حالات بہ دستور ہیں۔

سہارنپور میں بھی خیریت ہے۔

والسلام

احقر محمود عفی عنہ

دارالعلوم دیوبند، سہارنپور

۲۲/۱۰/۸۸ھ

﴿روحانی امراض کے علاج کے سلسلے میں﴾

یہاں آنے کے بعد حضرتؒ کی خدمت میں موقع بہ موقع حاضری اور خط و کتابت کا سلسلہ جاری رہا۔ احقر کا بیعت کا سلسلہ حضرت شیخ الحدیث نور اللہ مرقدہ سے تھا، لیکن چوں کہ خود حضرت شیخؒ نے حضرت مفتی صاحبؒ کے حوالے فرمایا تھا، نیز حضرتؒ کی خدمت میں اپنے حالات بغیر جھجک پیش کرسکتا تھا، جب کہ حضرت شیخؒ کی خدمت میں حاضری کے باوجود عرضِ حال کی ہمت نہیں کر پاتا تھا، اس لیے اپنے امراض کے علاج کے سلسلے میں بھی حضرت مفتی صاحبؒ کی خدمت میں عرض کر لیتا تھا۔ اپنے ۱۵/ربیع الثانی ۱۳۸۹ھ کے عریضے میں لکھا کہ "نفس ہر وقت بڑائی کا خواہاں رہتا ہے اور ایسی چیزوں سے خوش بھی ہوتا ہے، اس کے لیے علاج تجویز فرمائیں۔"

اس کے جواب میں جو گرامی نامہ ملا وہ حسبِ ذیل ہے:

﴿غور کیا کریں کہ کون سی چیز ہے جس پر ناز ہے؟﴾

مکرم و محترم مدت فیوضکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کئی روز سے بار بار دل میں آرہا تھا کہ آپ کو لکھوں:

مدتے شد کہ رہِ مہر و وفا مسدود است
نہ کسے می رود آنجا، نہ کسے می آید[۱]

خیر آپ کا خط ملا، دل کو سرور حاصل ہوا:

بماند آں دوست کو دوستاں را
غذائے دل و راحت جاں فرستد[۲]

حق تعالیٰ اپنی مخصوص نعمتوں سے مالا مال فرمائے۔ اعدا-خصوصاً نفس و شیطان- کے شر سے محفوظ رکھے۔ نفس کے مبدأ پر غور کریں، ﴿مَّآءٍ مَّهِينٍ﴾[۳] اور ﴿طِينٍ لَّازِبٍ﴾[۴] سے بنا ہے، شکمِ مادر میں کیا حال تھا؟ کیا غذا تھی؟ پیدا ہونے کے بعد کیسے کیسے احوال گذرے کہ اچھے برے کی تمیز نہیں تھی، طاہر

[۱] ایک مدّت سے مہر و وفا کا راستہ بند پڑا ہے، وہاں کوئی آتا جاتا نہیں۔ ندیم

[۲] دوست کو دوست رہنے دو، انھوں نے دل کے لیے غذا اور جان کے لیے راحت بھیجی ہے۔ ندیم

[۳] ارشادِ ربانی ہے: اَلَمۡ نَخۡلُقۡكُّمۡ مِّنۡ مَّآءٍ مَّهِيۡنٍ○ [المرسلات:20] کیا ہم نے تمھیں ایک حقیر پانی سے پیدا نہیں کیا؟ ندیم

[۴] ارشادِ ربانی ہے: فَاسۡتَفۡتِهِمۡ اَهُمۡ اَشَدُّ خَلۡقًا اَمۡ مَّنۡ خَلَقۡنَا ؕ اِنَّا خَلَقۡنٰهُمۡ مِّنۡ طِيۡنٍ لَّازِبٍ○ [الصافّات:11] اب ذرا ان سے پوچھو کہ ان کی تخلیق زیادہ مشکل ہے یا ہماری پیدا کی ہوئی دوسری مخلوقات کی؟ ان کو تو ہم نے لیس دار گارے سے پیدا کیا ہے۔ ندیم

ونجس میں فرق نہیں کرتا تھا، جو سامنے آیا اسے اٹھا کر منھ میں داخل کرنے کو آمادہ، وغیرہ وغیرہ۔

موجودہ حالت میں کس قدر قارورات[۱] وقاذورات[۲] کا حامل ہے، چوبیس گھنٹے کے اندر کتنی مرتبہ حدث ہوتا ہے؟ ذرا سا سَر میں درد ہوجائے تو سب نشاط ختم، الخ۔

پھر مآل کو دیکھیں کہ کس طرح جان نکلے گی؟ کیسی بے بسی کا عالَم ہوگا؟ قبر میں ڈال دیا جائے گا، وہاں کے موذی جانوروں اور ملائکۂ قبر سے تحفظ پر بھی قدرت نہیں ہوگی، الخ۔

کچھ دیر بیٹھ کر غور کیا کریں کہ کون سی چیز ہے جس پر ناز ہے؟

آپ کے اور آپ کے جملہ متعلقین کے لیے دل سے دعا کرتا ہوں۔

حضرت مفتی صاحب[۳] کی خدمت میں جب شام کو حاضر ہوں

---

[۱] قارُورَہ: (مجازاً) پیشاب۔ ندیم

[۲] قاذُورات: نجاستیں، گندگیاں، غلاظتیں وغیرہ۔ ندیم

[۳] حضرت مفتی اسماعیل صاحب کچھولوی مدظلہ، خلیفہ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی ثم مہاجرِ مدنی صاحبؒ مراد ہیں، وہ اس وقت جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین، ڈابھیل کے مفتی تھے۔ ندیم

تو میری طرف سے بھی سلام مسنون عرض کردیں۔ مسلم علیہم کی
طرف سے سلام، دعامیں یاد رکھیں۔

احقر محمود عفی عنہ

دارالعلوم دیوبند، سہارنپور

۱۷/ ۴/ ۸۹ھ

احقر نے ایک عریضہ مورخہ ۲۸/ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۹ھ کو لکھا تھا جس میں حضرت مولانا مفتی عبدالرحیم صاحب متالا مدظلہم العالی (خلیفہ حضرت شیخ الحدیثؒ) جوان دنوں مدینہ منورہ سے حضرت شیخؒ کی خدمت میں قیام کرکے اپنے وطن نرولی آئے تھے۔ ان کی ملاقات کے لیے ان کی خدمت میں حاضری کا بھی تذکرہ کیا تھا۔ حضرت نے اس کا جواب کچھ تاخیر سے ۱۸/ جمادی الاخریٰ کو تحریر فرمایا، جس میں حضرت شیخؒ کے ساتھ تعلق ومحبت کے ساتھ اپنی کیفیاتِ قلبیہ کی طرف اشارہ ہے:

﴿آپ خوش نصیب ہیں کہ﴾

۷۸۶

عزیزِ والا جاہ سلمکم اللہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

محبت نامہ باعثِ صد مسرت ہوا۔ خدائے پاک اشغال و اوراد میں اخلاص و استقامت عطا فرمائے، آمین۔

سرِ دست معمولات اس قدر کافی ہیں۔ ماشاء اللہ آپ خوش نصیب ہیں کہ حضرت مولانا عبد الرحیم صاحب دامت برکاتہم کی خدمت میں حاضر ہو کر حرمین شریفین زادہم اللہ شرفاً وتکریماً کے قیام اور خدمتِ حضرت شیخ اعلی اللہ درجاتہ کے برکات سے مشرف ہو گئے۔ مبارک باشد۔ یہ ناکارہ تو ہر طرف سے خالی ہے۔

جوابِ خط میں تاخیر کی کیا وجہ لکھوں:

ترا خارے بپا نشکستہ کے دانی کہ چیست

حال شیرانے کہ شمشیر بلا بر سر خورندا

یہاں اساتذہ سے دریافت کیا گیا کہ اسٹرائک کے وجوہ لکھیں۔ اپنے اپنے وجدان کے موافق لکھ رہے ہیں۔ اللہ کا شکر ہے کہ ہمارے شعبے سے سوال نہیں ہوا۔

والسلام

---

[۱] تیرے پیر میں کانٹا بھی نہیں لگا تو ان حضرات کی حالت کیا جان سکتا ہے جو سر پر تلواریں کھاتے ہیں۔ ندیم

احقر محمود عفی عنہ

دار العلوم دیوبند، سہارنپور، یوپی

۱۳۸۹/۶/۱۸ھ

﴿خالی گناہوں کو یاد کر لینا کافی نہیں﴾

ایک مرتبہ احقر نے عرض کیا کہ اپنے معاصی و نافرمانیوں کو یاد کر کے بہت جی چاہتا ہے کہ روؤں مگر دل اتنا سخت ہو چکا ہے کہ رونا نہیں آتا، اس لیے کوئی علاج تحریر فرمائیں، الخ۔

اس کے جواب میں جو گرامی نامہ شرفِ صدور لایا وہ پیش ہے-اسی زمانے میں دار العلوم میں بڑی اسٹرائک ہو کر ختم ہو چکی تھی- احقر نے اس مدت میں کوئی خط یہ سمجھ کر نہیں بھیجا کہ ممکن ہے حضرت موجود نہ ہوں، شروع گرامی نامے میں اسی طرف اشارہ ہے:

۸۶ے

مکرم محترم زیدت محامدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گرامی نامہ بڑے انتظار کے بعد ملا- میں ان سب خلفشار میں بھی کہیں نہیں گیا بلکہ یہیں رہا، پرسوں دوشنبہ سے ان شاء اللہ

اسباق شروع ہوجائیں گے۔

خالی گناہوں کو یاد کر لینا کافی نہیں، بعض دفعہ ان کو یاد کرنے سے پھر ارتکاب کی تحریک غیر شعوری طور پر شروع ہوجاتی ہے، حفظنا اللہ وایا کم۔ یہ تصور جمانے کی ضرورت ہے کہ جب میدانِ حشر میں سب اعمال پیش ہوں گے تو سب کے سامنے کیسی رسوائی ہوگی؟ کیا ہوا ایک ایک کام نامۂ اعمال میں موجود ہے اور وہ خود ہی مرتکب سے پڑھوایا جائے گا۔ جس چیز کو مخلوق سے چھپ کر کیا ہے اور اس کا ظاہر ہونا بہت ہی عیب سمجھا ہے، اپنے اس عیب کو اس علیم وخبیر کے سامنے کس طرح پڑھ کر سناؤں گا۔ اس سے بچنا ہے تو اس کو نامۂ اعمال سے محو کرنے کی فکر چاہیے۔ تنہائی کے اشکِ ندامت اس کے لیے ماحی ہیں۔ اللہ پاک ایسے آنسو عطا فرمائے جن سے نامۂ اعمال سے سیئات محو ہوجائیں۔ حشر کے حالات کا مراقبہ لازم ہے۔

آپ کی والدہ محترمہ، بھائی بہن، ان کی اولاد، سب کو حسبِ مراتب سلام ودعا۔ سب کے لیے دل سے دعا کرتا ہوں۔

مولانا مفتی اسماعیل صاحب مدظلہ کی خدمت میں سلام مسنون

کے بعد دوسرا پرچہ پیش کر دیں۔

والسلام

احقر محمود عفا اللہ عنہ

دار العلوم دیوبند

۲۲/۵/۸۹ھ

عقدِ نکاح مدرسے کے اجلاس میں

یہ میرا ڈابھیل میں تدریس کا پہلا سال تھا۔ حضرت مہتمم صاحب نے حضرت مفتی صاحب کو سالانہ اجلاسِ دستار بندی کے لیے دعوت دی اور حضرت نے بھی تشریف آوری کا ارادہ فرمالیا تھا۔ حضرت نے احقر کے عقدِ نکاح کے لیے مشورہ دیا کہ اجلاس میں ہو جائے تو مناسب ہے۔ حضرت کی خدمت میں احقر نے جو عریضہ بھیجا تھا، اس کے جواب میں حسبِ ذیل گرامی نامہ آیا:

۸۶ے

محترمی زید احترامہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ڈابھیل کے (مدرسے کے) اجلاس کی شرکت کے لیے دعوت نامہ ملا، ارادہ اور وعدہ بھی کرلیا۔ جو حالات زور وشور سے سنے

جا رہے ہیں کیا ان حالات میں جلسہ بھی مناسب ہے یا نہیں؟

(اس زمانے میں گجرات میں پہلا قومی فساد احمد آباد و اطراف میں ہوا تھا، جس میں مسلمانوں کا شدید جانی و مالی نقصان ہوا، اس کی طرف اشارہ ہے۔ از احمد)

مجلسِ عقد کے سلسلے میں عرض ہے کہ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور کا سالانہ جلسہ جامع مسجد میں ہو رہا تھا، حضرت اقدس مدنیؒ[۱] کی تقریر ہو رہی تھی، جب ہی حضرت شیخ[۲] دامت برکاتہم کی دو صاحب زادیوں کا نکاح ہوا؛ ایک کا حضرت مولانا محمد یوسف صاحب[۳] سے، دوسری کا حضرت مولانا انعام الحسن صاحب[۴] مدظلہ سے۔ اگر آپ بھی اسی سنت[۵] کا احیا کریں تو کتنا مبارک کام ہے، ہونے والے خسر صاحب سے گفتگو کر کے اس پر راضی کر لیں۔ مولانا غلام محمد صاحب نے نکاح میں شریک کرنے کے لیے

---

[۱] شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ مراد ہیں۔ ندیم

[۲] شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی ثم مہاجرِ مدنی رحمۃ اللہ علیہ مراد ہیں۔ ندیم

[۳] حضرت جی ثانی مولانا محمد یوسف کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ مراد ہیں۔ ندیم

[۴] حضرت جی ثالث مولانا محمد انعام الحسن کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ مراد ہیں۔ ندیم

[۵] بہ معنی: طریقِ اکابر۔ ندیم

بلایا تھا، اور ڈابھیل یا کچھولی میں ان کا پرچہ ملا تھا، لیکن شرکت کی نوبت نہیں آئی تھی۔

مدرسے میں خیریت ہے، کئی روز تک حضرت مہتمم صاحب[۱] کی طبیعت ناساز رہی۔ مگر اب اچھے ہیں، سفر میں تشریف لے گئے۔

سب سے ماوجب۔

والسلام

احقر محمود عفی عنہ

دارالعلوم دیوبند

۲۲/۷/۸۹ھ

حضرت شیخ الحدیثؒ کی یاد میں

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب نور اللہ مرقدہ اسی سال مورخہ ۱۱/شوال ۱۳۸۹ھ یومِ شنبہ کو بمبئی سے سفرِ حجاز کے لیے روانہ ہوئے تھے، اس وقت میں بھی حضرت مفتی اسماعیل صاحب مدظلہ کی معیت میں بمبئی حضرت شیخؒ کو رخصت کرنے گیا تھا۔ وہاں سے ڈابھیل آکر بمبئی میں حضرت کے قیام کی

[۱] حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب قاسمی رحمۃ اللہ علیہ، سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند مراد ہیں۔ ندیم

پوری تفصیل حضرت مفتی صاحب کو لکھی تھی، اس کے جواب میں حضرتؒ نے جو گرامی نامہ تحریر فرمایا، وہ پڑھیے:

۷۸۶

مکرم ومحترم مولانا احمد صاحب مدت فیوضکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گرامی نامہ مشتمل بر کوائف وحالات حضرت شیخ دامت برکاتہم ملا، آپ خوش قسمت ہیں کہ ان مبارک ساعات میں وہاں موجود رہے۔ میں تو دہلی تک بھی نہیں جا سکا۔ اجازت نہیں ملی۔ یہاں اور سہارنپور میں خیریت ہے، مگر صرف خیریت ہی خیریت ہے باقی کچھ نہیں، نہ وہ ذکر کی آوازیں ہیں، نہ چائے کا ہجوم ہے، نہ کھانے کا اہتمام ہے، نہ ۱۱/ بجے مدرسے میں کوئی جلوہ افروز ہے، نہ جمعے کے وقت حکیم جی کی مجلس میں ہما ہمی ہے، نہ بعد جمعہ کچے گھر میں چہل پہل ہے، عجب اُداسی کا عالَم ہے۔

دنیا میری نگاہ میں صحرائے یاس ہے
جس دن سے جی اداس ہے عالَم اداس ہے

مولوی طلحہ صاحب[۱] دہلی گئے ہوئے تھے، ممکن ہے کہ آج کل میں واپس ہوں ۔ مکان خالی ہے۔ مولانا منور حسین صاحب دو روز ٹھہر کر وطن چلے گئے۔

تیرے بغیر صحنِ گلستاں بھی ہے اُداس
اب کے بہار آئی مگر رنگ و بو نہیں

بہ ہر حال جس طرح بھی ہو زندگی کے دن پورے کرنے ہیں، اس سے کسی کو مفر نہیں ہے۔ اپنی بداعمالیوں سے ڈر بھی ہے کہ وہاں بھی دوری اور محرومی نصیب نہ ہو۔ نظرِ کرم سے امید بھی ہے، عجب کشمکش ہے، فقط۔

مجھے مضمون نگاری نہیں آتی

مجھے مضمون نگاری تو آتی نہیں، آپ نے حضرتؒ کے متعلق میرے تاثرات ومعلومات قلم بند فرمانے کا حکم فرمایا تو سوچا کہ اپنے ہفوات سے اوراق سیاہ کرنے کے بجائے حضرت کی ہی کچھ چیزیں قارئین کے سامنے آجائیں تو ان کو کام آئے، اس لیے اپنے پاس موجود مکتوبات میں سے چند کی نقل کرکے بھیج دی اور

[۱] حضرت مولانا محمد طلحہ صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ، صاحب زادۂ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ مراد ہیں۔ ندیم

اس طرح مضمون کی آپ کی طلب بھی پوری ہوگئی۔ لوگوں کو بھی فایدہ ان شاء اللہ تعالی ہوگا اور میرے ہفوات سے بھی ان کی حفاظت ہوگی۔

﴿صاحب زادہ ہونا نہ ایسا کمال ہے، نہ جرم﴾

آخر میں ایک دل چسپ ملفوظ پیش کر کے اجازت چاہتا ہوں؛ جس زمانے میں ہمارے موجودہ مہتمم صاحب حضرت مولانا احمد صاحب مدظلہم کو یہاں کی شوریٰ نے ان کے مرحوم والدِ محترم کی حیات میں بہ طور نائب مہتمم تجویز فرمایا، اس کے بعد احقر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا، یہاں کے حالات دریافت فرمائے، اس میں احقر نے اس تجویز سے بھی باخبر کیا تو حضرت نے فرمایا:

صاحب زادہ ہونا نہ تو ایسا کمال ہے کہ نااہلیت کے باوجود عہدہ سپرد کیا جائے، نہ ایسا جرم ہے کہ اہلیت کے باوجود محروم رکھا جائے۔

اور اس تجویز پر مسرت کا اظہار کر کے دعائیں دیں، فقط۔

حیف در چشمِ زدن صحبتِ یار آخر شد
روئے گل سیر نہ دیدم و بہار آخر شد[۱]

❑❖❑

[۱] حافظ شیرازیؒ کا شعر ہے، مطلب یہ ہے: افسوس کہ پلک جھپکتے ہی صحبتِ یار ختم ہوگئی، ابھی تو پھول کا جی بھر کے دیدار بھی نہ کر پائے تھے کہ بہار جاتی رہی۔ ندیم

مرتّب کی دیگر کاوشیں

+91-9022278319

